نمبر ۹۶ | مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ٹیریٹوریل سے فراغت کے بعد کچھ دن مالیر کوٹلہ رہ کر تشریف لے آئے ہیں *

۱۴- فروری سے آخری پانچ پاروں کا درس جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بی۔ اے نے شروع کیا ہے *

اس سال یونیورسٹی کی طرف سے میٹریکولیشن کے امتحان کے لئے بھی قادیان سنٹر مقرر کیا گیا ہے۔ جس میں جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کی مساعی کو بہت کچھ دخل حاصل ہے *

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ولی پرست نہ بنو بلکہ خود ولی بنو

"زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی اسلام ہے یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا۔ جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے۔ وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے۔ اور مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ تو طالب صادق کو چاہیئے۔ کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے۔ اور آگے قدم رکھے۔ اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا مونہہ رکھدے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جائے۔ اور یہ عہد نہ کرلے۔ کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے۔ اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔ تو بھی خدا کو نہیں چھوڑیگا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا۔ کہ بیٹے کی قربانی کرنے کیلئے تیار ہوگئے۔ اسلام کا منشاء یہ ہے۔ کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو۔ اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو۔ تم ان راہوں سے آؤ۔ بے شک وہ تنگ راہیں ہیں۔ لیکن ان سے داخل ہوکر راحت و آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے۔ کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہوکر گذرنا پڑیگا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو۔ تو مشکل ہے۔ اگر گذرنا چاہتے ہو۔ تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے پھینکدو۔" (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

بہار احمدیہ پراونشل کانفرنس

بہار احمدیہ پراونشل کانفرنس کی مجلس معتمدین کا جلسہ ۸۔ فروری ۱۹۳۱ء کو مسجد احمدیہ بھاگل پور میں زیر صدارت حضرت مولانا عبد الماجد صاحب منعقد ہوا۔ سکرٹری صاحب تعلیم و تربیت وسکرٹری صاحب امور عامہ بہار کانفرنس و اسپیشل کمیٹی کی رپورٹیں سنائی گئیں۔ اور قرار پایا۔ کہ بہار احمدیہ پراونشل کانفرنس کا تیسرا سالانہ جلسہ ۱۲۔ ۱۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء کو مونگیر میں منعقد کیا جاوے۔ صوبہ بہار کے تمام احمدیوں سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ تاریخ مقررہ پر ضرور شریک کانفرنس ہوں۔ بعض ضروری تجاویز کانفرنس میں پیش کی جائینگی۔ خاکسار عبد الباقی۔ ایم اے جنرل سکرٹری۔

شکریہ

۱۔ عاجز راقم اور میری اہلیہ میڈم ہدایت صادق اُن احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اُن کیواسطے دعائے خیر کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے ہاں چوری ہو جانے پر ہمدردی کے خطوط لکھے۔ چونکہ خطوط بہت آئے ہیں۔ اس واسطے فرداً فرداً سبکو جواب لکھنا مشکل ہے۔ چوری کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں لگا۔ خادم محمد صادق

۲۔ اخبار الفضل میں میری اہلیہ خورد کی بیماری کی خبر پڑھ کر بعض دوستوں نے دریافت حال کے لئے خطوط تحریر فرمائے ہیں میں اُن سب کا مشکور ہوں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب کی صحت ہے۔ خاکسار حاجی غلام احمد از کریام

تبلیغی اشتہار چھپ گیا

"ندائے ایمان نمبر ۲ چھپ کر تیار ہے۔ جو آرڈر ہمارے پاس آئے ہوئے ہیں۔ ان کی تعمیل کی جا رہی ہے۔ جن دوستوں نے ابھی تک آرڈر نہیں دیا۔ وہ جلدی کریں۔ ورنہ دُوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا جس قدر زیادہ سے زیادہ اشاعت اس اشتہار کی جاسکے کرنی چاہئیے اشتہار بصورت ٹریکٹ ۸؍ فی ہزار اور بصورت پوسٹر ۱۶۔ روپے فی ہزار دیا جاتا ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔ اسسٹنٹ سکرٹری ترقی اسلام قادیان

گمشدہ کی تلاش

۱۔ میرا ہمشیرہ زادہ بعمر ۱۳۔ سال پست قامت۔ سیاہ رنگ آنکھیں موٹی اور ناک چھوٹی نام حامد علی شاہ عرصہ ۳۔ ۴ ماہ سے گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے اس کی بیوہ والدہ اس کے غم میں بہت پریشان ہے اگر کسی دوست کو اس کا پتہ ہو۔ تو مطلع فرمائیں۔ اور اگر پہنچا دیں۔ تو خرچ وغیرہ ادا کر دیا جائے گا۔ خاکسار سید بشیر احمد شاہ احمدی سٹوڈنٹ پنجاب وٹرنری کالج لاہور۔

۲۔ میرا لڑکا عرصہ ایک ماہ سے کہیں چلا گیا ہے۔ حلیہ حسب ذیل ہے رنگ گندمی۔ آنکھیں موٹی۔ چہرہ پر خفیف داغ چیچک۔ طبیعت سادہ۔ نام مبارک احمد۔ بعمر ۲۰ سال اگر کسی دوست کو ملے۔ تو اطلاع دے۔ خاکسار رفیق اللہ احمدی سکنہ کھیوہ باجوہ۔ ڈاکخانہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ

مردم شماری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ضروری اعلان

ہر ایک احمدی یاد رکھے اور دُوسروں کو اطلاع دے

۱۔ پہلی مردم شماری ہو چکی ہے۔ دُوسرا اور آخری دن ۲۶۔ فروری ۱۹۳۱ء ہے ۲۔ مردم شماری کرنے والے سُستی یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے ۔

۳۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وُہ دیکھ لے۔ کہ اس کے اور دُوسرے احمدیوں کے نام کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے ۔

۴۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ اس کے اور دُوسرے احمدیوں کے سب مرد۔ عورت۔ بچوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اور کوئی نام باقی نہیں رہا۔ اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے ۔ ۵۔ ایک نام بھی اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے رہ جائیگا۔ تو آپ جماعت سے دُشمنی کرنے والے ٹھیرینگے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سُبکی ہوگی ۔ ۶۔ ہر ایک جگہ مردم شماری کرنے والے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہ کر نگرانی کرنی چاہئیے ۔ ۷۔ مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام چھوڑ کر اس کام کو کریں ۔ ۸۔ ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مسلمانوں کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے۔ کہ وُہ اس نقص کا بھی خیال رکھے۔ اور دیکھے۔ کہ سب مسلمان خواہ کسی فرقہ کے ہیں۔ اُن کی مردم شماری پُوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ بھی خواہ ایک دن کا پیدا ہوا ہو۔ باقی نہیں رہ جاتا ۔

۹۔ ہر ایک احمدی کو چاہئیے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے اردگرد کی جماعتوں تک پہنچا دے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہے ۔

۱۰۔ ہر ایک احمدی کو چاہئیے۔ کہ اُن لوگوں کو جو دلوں میں احمدیت کو قبول کر چکے ہوں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالےٰ کے سامنے ایک شہادت تو ان کے دل کی تبدیلی پر ہو ۔ ۱۱۔ پچھلی دفعہ بعض جگہ سینکڑوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ اب کے ایسا نہ ہو ۔

۱۲۔ سب جماعتوں کو چاہئیے۔ فوراً اجلاس کر کے ہر محلہ اور ہر گلی کے لئے آدمی مقرر کر دیں۔ جو پہلے خود مکمل فہرست تیار کر لیں۔ اور پھر ساتھ رہ کر مردم شماری کے وقت دیکھ لیں۔ کہ سب احمدیوں کی پُوری طرح مردم شماری ہو گئی ہے ۔

خاکسار **میرزا محمود احمد**

اہل پیغام اور حکومت کی جاسوسی

انجمن انصار اللہ لاہور نے "اہل پیغام اور حکومت کی جاسوسی" کے عنوان سے الفضل کا مضمون بصورت ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ قیمت فی سینکڑہ ڈیڑھ روپیہ ہوگی ۲۵ نسخوں کے لئے ۶؍ کے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔ اس پتہ سے طلب کریں قاضی محمود احمد سکرٹری انجمن انصار اللہ نیلہ گنبد۔ راجپوت سائیکل ورکس لاہور

امریکن احمدی رسالہ

جن اصحاب کے نام ہمارا امریکن رسالہ مسلم سن رائز آتا ہے۔ وُہ اس کی قیمت مبلغ تین روپیہ سالانہ مجھے بھیج سکتے ہیں۔ یہاں سے اکٹھی کر کے امریکہ روانہ کی جاتی ہے۔ جو اصحاب چاہیں۔ نمونہ کا پرچہ آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیج کر مجھ سے منگوا سکتے ہیں۔ مفتی محمد صادق قادیان ۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میرے ایک عزیز دوست بابو منظور حسین صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب اُن کی صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار سردار احمد مانسہرہ ۔ ۲۔ میں چند روز سے بیمار ہوں۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار علی محمد کوٹ قیصرانی۔ ۳۔ میرے موجودہ پوسٹ پر مستقل ہونے کا عنقریب فیصلہ ہونے والا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ کامیاب کرے خاکسار غلام احمد اختر سٹاف دارڈن راولپنڈی ۴۔ اوورسیری کے گریڈ میں میری ترقی کا معاملہ زیر غور ہے احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ خاکسار حکیم رسول بخش از قادیان

اعلان نکاح

۱۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء بمقام کالا خطائے ضلع شیخوپورہ منشی محمد یعقوب خاں صاحب نے غلام رسول صاحب پسر منشی میاں خاں صاحب سکنہ کاسی ضلع گجرات کا نکاح حکیم ثناء اللہ صاحب کی دختر سکینہ بیگم کے ساتھ بعوض پانچ سو روپے حق مہر پڑھا۔ خاکسار فضل احمد اے ڈی۔ آئی مدارس کھاریاں ۔

۲۔ مورخہ ۳۱۔ جنوری ۱۹۳۱ء کو سید محمد حسین شاہ خلف سید حامد علی شاہ صاحب سکنہ گوگیرہ کا نکاح بعوض ۱۵۰۰۔ روپے مہر اشرف النساء بیگم بنت سید محمود علی شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر صدر گوگیرہ سے شیخ محمد صدیق صاحب رئیس گوگیرہ نے پڑھا۔ خاکسار غلام احمد از گوگیرہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

حکومت کے رویہ میں تبدیلی کے خواہشمندوں کا اپنا رویہ

بدیشی کپڑے کے تاجروں پر تشدد

گاندھی جی رہائی کے بعد حکومت سے سمجھوتہ کرنے کے متعلق اس وقت تک کئی ایک شرائط پیش کر چکے ہیں۔ اور جہاں وہ صلح کی گفتگو نہایت فراخدلی کے ساتھ کرنے پر آمادگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہاں روز بروز کوئی نہ کوئی نئی بات صلح کی شرائط میں بڑھاتے رہتے ہیں:۔

اس وقت ان کی طرف سے جو بات نہایت اہم قرار دی جا رہی ہے۔ وہ کانگریسیوں کے متعلق پولیس کے رویہ کی تحقیقات ہے۔ چنانچہ گاندھی جی نے وائسرائے ہند سے بذریعہ خط مطالبہ کیا ہے۔ کہ پولیس کی زیادتیوں کی تحقیقات کے لئے کم از کم چھ واقعات کے متعلق ایک ٹریبونل مقرر کیا جائے۔ ان چھ واقعات میں بورساد کا واقعہ۔ کلکتہ میں یوم آزادی کا واقعہ۔ مدراس میں بدیشی کپڑے پر پکٹنگ کے سلسلہ میں کانگریسی لیڈروں کے ساتھ سلوک اور بیگو سرائے میں گولی چلنے کے حادثہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا وائسرائے نے جب یہ جواب دیا کہ اس قسم کی تحقیقات گورنمنٹ اور کانگریس کے تعلقات کو بہتر بنانے کیلئے مناسب نہ ہوگی۔ تو اب کانگریسی حلقہ میں یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ

"پولیس کی زیادتیوں کے متعلق تحقیقات اب پہلے کی نسبت زیادہ ضروری خیال کی جا رہی ہے۔ مہاتما گاندھی اسے گورنمنٹ کے دل کی تبدیلی کا تقریباً ایک معیار خیال کرتے ہیں۔"

جہاں تک پولیس کے طرز عمل کی تحقیقات کے مطالبہ کا تعلق ہے کانگریسی اصحاب کی رائے اس پر زیادہ اعتماد کر رہی ہے۔ (ملاپ ۱۴ فروری)

چونکہ پولیس بھی انسانوں پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس کے تمام افعال جو کانگریس کی تحریک قانون شکنی کے مقابلہ میں سرزد ہوئے۔ غلطی سے پاک ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ کہ کانگریس کی تحریک پر عمل کرنے والوں نے ایسے حالات اور واقعات پیدا کرنے میں بھی کمی نہیں کی۔ جو پولیس کے لئے بے حد صبر آزما تھے۔ اور جن میں سے گزرتے ہوئے بعض مقامات پر پولیس کا رویہ حد اعتدال سے بڑھ گیا اس صورت میں پولیس کے رویہ کے متعلق تحقیقات کرانے کا مطالبہ نہ صرف خوشگوار فضا کے امکان کو دور کرنا ہے۔ بلکہ حکومت کو اس بات کی دعوت دینا ہے۔ کہ وہ بھی کانگریسی رضاکاروں کے متعلق یہ مطالبہ کرے۔ کہ کانگریس کے اصول عدم تشدد کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ کانگریسی رضاکاروں نے اپنے اس اصل کی جس قدر مٹی پلید کی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور اس دوران میں ۷ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تشدد اور خونریزی کے جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہیں۔

اب اگر ایک طرف پولیس کے بعض مقامات پر رویہ کے متعلق تحقیقات کرائی جائے۔ اور دوسری طرف حکومت تشدد کے واقعات کی وجہ سے کانگریس کو زیر الزام لانے کے لئے تحقیقات کرائے۔ تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ مصالحانہ فضا پیدا ہونے کا قطعی امکان نہ رہے۔ اس وقت حالات کو بہتر صورت میں لانے کے لئے بہترین مسلک یہی ہے۔ کہ اب تک جو کچھ ہو چکا۔ اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ اور آئندہ نہ کانگریس کی طرف سے اور نہ حکومت کی طرف سے کوئی ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ جو مصالحانہ فضا پیدا کرنے میں خلل انداز ہو۔

اب کانگریسی لیڈر یہ تو کہہ رہے ہیں۔ اور اس پر بڑا زور دے رہے ہیں۔ کہ

"ہندوستان میں اس بات کی کوئی علامت نظر نہیں آتی۔ کہ گول میز کانفرنس میں جو بحث مباحثہ ہوا۔ اور جو سمجھوتے ہوئے ہیں۔ ان کا مرکزی یا صوبجاتی حکومتوں پر کوئی اثر ہوا ہے۔ یہاں کے حکام تو وہ ایسے ہی کارروائی کر رہے ہیں۔ گویا گورنمنٹ ویسی ہی ہے۔ اور ویسی ہی رہے گی۔ جیسی کانفرنس سے پہلے تھی۔ کانگریسی اصحاب یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ اگر ملک کی حکومت نے یقینی طور پر عوام کے ہاتھوں میں منتقل ہو جانا ہے۔ تو ضرورت تھی۔ کہ حکومت کی ہر ایک برانچ اس تبدیلی کی سپرٹ کو اس وقت تک محسوس کر لیتی۔ لیکن واقعات محکمہ پولیس یا دوسرے محکمہ جات کے رویہ میں کوئی تبدیلی ظاہر نہیں کرتے" (ملاپ ۱۴ فروری)

لیکن خود کانگریس نے نہ صرف اپنے رویہ میں کچھ بھی تبدیلی نہیں کی۔ بلکہ سابقہ رویہ پر اور زیادہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور اپنی تمام سرگرمیوں کو جاری رکھنے کا اعلان کر دیا ہے۔ دوسری طرف کانگریس کے شیدائی تشدد اور خونریزی کے واقعات میں روز بروز اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ انہی دنوں ان کی ایسی تباہ کن اور ہلاکت آفرین سرگرمیوں نے ایک نئی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور وہ یہ کہ غیر ملکی کپڑے کے تاجروں کو جبر اور تشدد سے مرعوب کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ان چند ہی ایام میں جن میں کانگریس بار بار یہ کہہ رہی ہے۔ کہ "واقعات محکمہ پولیس یا دوسرے محکمہ جات کے رویہ میں کوئی تبدیلی ظاہر نہیں کرتے۔" اور گاندھی جی بھی اعلان کر رہے ہیں۔ کہ انہیں حکومت کے دل کی تبدیلی کی کوئی علامت نظر نہیں آتی۔ مختلف مقامات پر کانگریس کے رضاکاروں کی طرف سے غیر ملکی کپڑے کے تاجروں کو اس قسم کی دھمکیاں دی جا چکی ہیں۔ کہ وہ یا تو اپنے مال پر کانگریس کی مہر لگوا کر اسے بند کر دیں۔ یا پھر اپنے مال سے تباہ ہوں۔ اور خود موت کے گھاٹ اترنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور کئی مقامات پر تو اس دھمکی کو عملی جامہ بھی پہنا دیا گیا ہے۔ مثلاً بنارس کی ۱۱ فروری کی خبر ہے۔ کہ بدیشی پارچات کے تاجر محمد جان خاں آغا رات اپنے مکان کو آ رہے تھے۔ کہ اچانک کسی نے ان پر فائر کر دیا۔ آغا صاحب کی روح آج قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ان کی دوکان پر چند روز سے مسلسل پکٹنگ ہو رہا تھا۔ کل بھی پکٹنگ کرتے ہوئے پندرہ والنٹیر گرفتار ہوئے تھے۔ مقتول نے اپنے بیان نزعی میں ظاہر کیا۔ کہ مجھ پر مقامی کانگرس کمیٹی کے والنٹیروں کے کپتان نے حملہ کیا تھا۔

اسی طرح امرتسر کی ۱۲ فروری کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ رات بارہ بجے کے قریب ہال دروازہ کے باہر بدیشی کپڑے کی ایک فرم میسرز سنت رام۔ سوہن لال کے ایک حصہ دار لالہ موہن لال پر ایک سائیکل سوار نے فائر کیا۔ گولی لالہ جی کی دائیں ران میں لگی۔ حملہ آور بھاگ گیا۔

بدیشی کپڑے کے تاجروں کے خلاف کانگریس والوں کی یہ نئی سرگرمیاں پیش کر کے کیا ہم کانگریسی لیڈروں سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا یہ ان کے رویہ میں تبدیلی کی خوشگوار علامت ہے۔ اور کیا اس قسم کی سرگرمیوں کا باعث گاندھی جی کا وہ اعلان تو نہیں۔ جس میں انہوں نے بیان کیا ہے۔ کہ بدیشی کپڑے پر پکٹنگ اور اس کی فروختگی میں روک ڈالنے کا کام کسی صورت میں بھی بند نہیں کیا جا سکے گا۔

جب کانگریس کا اپنی تحریک کی یہ حالت ہے۔ اور کانگریس والوں نے

اپنے رویہ میں کوئی خوشکن تبدیلی کرنے کی بجائے اس میں تباہ کن عنصر کا اور اضافہ کر لیا ہے۔ تو وہ خود کس طرح امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے صیغوں میں اور خاص کر محکمہ پولیس کے رویہ میں تبدیلی واقعہ ہو جائے کاش کانگریس والے اپنے رویہ میں تبدیلی کا ثبوت دیں۔ اور اس کے بعد اگر حکومت کے رویہ میں تبدیلی واقعہ نہ ہو۔ تو اسے مورد الزام ٹھہرائیں۔ اس صورت میں ہر انصاف پسند انہیں حق بجانب قرار دے گا ٭

اچھوت اقوام سے رونگٹے کھڑے کر دینے والا سلوک

آج اپنی تعداد بڑھانے اور مردم شماری میں اچھوت اقوام کو ہندو لکھانے کے لئے ہندو ایڑی سے لے کر چوٹی تک کا زور صرف کر رہے ہیں۔ اچھوتوں کو اپنی جاتی کا انگ۔ اپنے جسم کا حصہ اور اپنے گوشت کا پوست قرار دے رہے ہیں۔ لیکن اس وقت تک جو سلوک ان اقوام سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور مردم شماری کے بعد پھر زور شور سے اس پر عمل کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ نہایت ہی دردناک اور روح فرسا ہے ٭

اس سلوک کا کسی قدر تذکرہ ڈاکٹر ابید کرنے جو اچھوت قوم سے ہیں۔ اور گول میز کانفرنس کے نمائندہ کی حیثیت سے لنڈن گئے۔ پارلیمنٹ کے ممبروں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جو کچھ کہا اس کے متعلق "ملاپ" (۷۔ فروری) کے خاص نامہ نگار مقیم لنڈن کا بیان ہے کہ

"ڈاکٹر ابید کرنے پارلیمنٹ کے ممبروں کے سامنے ایک تقریر کی۔ جو ہندوستان کے اچھوتوں کی مصیبت کی داستان تھی انہوں نے اپنی زندگی کے چند واقعات بیان کئے۔ جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو گئے"

انہوں نے کہا:-

"جب میں سکول میں پڑھتا تھا۔ اس کے کمروں میں داخل ہونے کی اجازت مجھے نہ تھی۔ نہ ہی کوئی دوسرا طالب علم میرے ساتھ چھوتا تھا مجھے برآمدے میں ایک چٹائی پر بیٹھنا پڑتا۔ سکول ماسٹر نے مجھے چھڑی تک کبھی نہیں ماری۔ کیونکہ اس کا خیال تھا۔ کہ اس طرح میرا اچھوت پن اس میں داخل ہو جائیگا۔ اب میں بیرسٹر ہوں۔ مگر میرے گاؤں کا نائی میری حجامت نہیں بنائے گا۔ نہ ہی مجھے اپنے گاؤں کے کوئیں سے پانی بھرنے کا حق دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا میری طرح چھ کروڑ انسان ہندوستان میں اچھوت خیال کئے جاتے ہیں"

فی الواقعہ یہ حالات نہایت ہی دردناک ہیں۔ اور ممکن نہیں۔ کہ ہندو ہندو کہلاتے ہوئے کبھی ان میں کمی کر سکیں۔ ایسی صورت میں اگر اچھوت اقوام اپنے آپ کو ہندوؤں سے علیحدہ شمار کرتا اور اپنے ملکی حقوق سے خود مستفیض ہونا چاہتی ہیں۔ تو ہر انصاف پسند انسان کا فرض ہے۔ کہ ان کی امداد کرے۔ اور ہندوؤں کے پنجہ سے انہیں رہائی دلائے۔ اسی طرح گورنمنٹ کا بھی فرض ہے۔ کہ اچھوت اقوام کو ان کی مرضی کے خلاف نہ تو ہندوؤں میں شمار کرے۔ اور نہ ہندوؤں کو اس قسم کا موقعہ دے۔ کہ وہ اچھوت اقوام کو اپنی تعداد میں شامل کر سکیں ٭

معاصر "ہمت" کا نیا دور

ہمیں یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ کہ سید جالب صاحب دہلوی (جنہوں نے اپنی ساری زندگی اخبار نویسی میں گزاری) کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا روزانہ اخبار ہمت لکھنؤ اُن کی وفات کے بعد نہ صرف قائم رہ سکا ہے۔ بلکہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ ۸۔ فروری ۱۹۳۱ء سے ہمت کا شاندار نیا دور شروع ہوا ہے۔ اور $\frac{20 \times 30}{2}$ کے آٹھ بڑے صفحات پر اچھی لکھائی چھپائی اور عمدہ کاغذ پر شائع ہو رہا ہے مضامین کے لحاظ سے کئی ایک دلچسپ عنوانوں کا اضافہ کیا گیا ہے غرض "ہمت" ہر لحاظ سے شاندار اخبار کہلانے کا مستحق ہے۔ ہم کارکنان اخبار مذکور کی اس ہمت اور کوشش کو قابل تعریف سمجھتے ہیں۔ جو اخبار کو بہترین بنانے میں صرف کر رہے ہیں۔ اور اخبار خواں طبقہ کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ "ہمت" کی خدمات سے مستفیض ہو۔ "ہمت" متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اہم مسائل پر بحث کرنے اور مسلمانوں کے مفاد کی پُرزور حفاظت کرنے میں اپنے بانی کی روایت کو نہایت عمدگی کے ساتھ قائم رکھے ہوئے ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آئندہ بھی قائم رکھیگا مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔ کہ اس کی طرف متوجہ ہوں ٭

محکمہ پولیس اور ہندو

ایک عرصہ سے پنجاب کے ہندو یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ محکمہ پولیس میں ان کی تعداد کم ہے۔ اور مسلمانوں کی زیادہ ہے۔ مسلمانوں کی بجائے ہندوؤں کو بھرتی کیا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ چونکہ پولیس کا کام جان جوکھوں کا ہونے کے باوجود جائز طور پر بہت کم منفعت بخش ہے۔ اور ادنیٰ درجہ کے ملازموں کو بہت کم تنخواہیں ملتی ہیں۔ اس لئے ہندو ایسی ملازمتوں کے لئے بھرتی نہیں ہوتے۔ چنانچہ ہندوؤں کی چیخ و پکار پر ایک دفعہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ جواب دیا تھا کہ ہندو نوجوان پولیس میں بطور سپاہی بھرتی ہونے والے ہمیں تو ملتے نہیں۔ آپ لوگ لے آئیں۔ تو میں بھرتی کرا دونگا ٭

غرض پولیس کی ادنٰے ملازمتوں میں تو ہندو خود داخل نہیں ہوتے۔ اس لئے ممکن ہے۔ ان کی آبادی کے تناسب سے ان کی تعداد کم ہو۔ لیکن اعلےٰ ملازمتوں اور خاص کر پولیس کے دفاتر کی تو یہ حالت ہے۔ کہ زیادہ تر ہندو ہی اُن پر قابض ہیں۔ مثال کے طور پر انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے دفتر کو لے لیجئے۔ اس میں آفس سپرنٹنڈنٹ صاحب سکھ ہیں۔ تین ہیڈ اسسٹنٹ ہیں۔ جو تینوں ہندو ہیں۔ اسسٹنٹ ایک مسلمان ہے۔ سینیر اور جونیر کلرکوں کی تعداد تیرہ ہے۔ جن میں سے صرف تین مسلمان ہیں ٭

گویا محکمہ پولیس کی ادنٰے اسامیاں پُر کرنے کے لئے مسلمان اور اعلیٰ ذمہ داری کے عہدوں پر فائز ہونے کے لئے ہندو۔ یہ تقسیم مسلمانوں کے لحاظ سے جس درجہ غیر منصفانہ ہے۔ حکومت کے لحاظ سے اُتنی ہی تباہ کن ہے۔ ابھی وقت ہے۔ کہ حکومت اس طرف متوجہ ہو ٭

ویدک دھرم میں نفس پرستی کی تعلیم

معلوم نہیں آریہ اپنے سدھانتوں سے واقف نہیں۔ یا جان بوجھکر انہیں نظر انداز کر کے ایسی باتیں پیش کرتے رہتے ہیں۔ جو ان کے رشی کی پیش کردہ ویدک تعلیم کے سراسر خلاف ہوتی ہیں ٭

"پرکاش" (۱۱۔ جنوری) برتھ کنٹرول کا کامیاب سادھن" بتاتا ہوا لکھتا ہے:-

"ویدک دھرم نے مناکحت کا مقصد صرف اولاد پیدا کرنا بتایا ہے محض نفسانیت کے لئے وہ اپنی عورت سے بھی تعلق کی اجازت نہیں دیتا"

کس قدر حیرت کی بات ہے۔ کہ یہ دعویٰ اس دھرم کے متعلق کیا جاتا ہے جس کی آریوں کے مہرشی دیانند جی نے یہ تعلیم پیش کی ہے۔ کہ اولاد کے لئے نہیں۔ بلکہ محض نفسانیت کے لئے اپنی عورت سے نہیں بلکہ غیر عورتوں سے بھی تعلق رکھنے کی اجازت ہے۔ اور وہ بھی ایک دو سے نہیں۔ بلکہ گیارہ تک عورتوں سے۔ جیسا کہ سوامی جی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۳۶۔ پر فرماتے ہیں:-

"جیسے اس منتر (وید کے ارشاد) سے گیارھویں مرد تک عورت نیوگ کر سکتی ہے ویسے مرد بھی گیارھویں عورت تک نیوگ کر سکتا ہے"

دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

"اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جائے۔ تو کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے"

"رہا نہ جائے" کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ اولاد کے موجود ہوتے ہوئے یا اولاد ہونے کی تیاری کے مکمل ہو جانے کے باوجود نیوگ کرنے کی یعنی غیر عورتوں سے تعلق پیدا کرنے کی اجازت دیگئی ہے شہوانی اتنی خواہش ضرور کر دیگئی ہے۔ کہ اپنی بیوی کے حاملہ ہونے کی حالت میں جو شخص نفس پرستی کرنا چاہے۔ وہ کسی سے نیوگ کر کے اس کے لئے اولاد پیدا کر دے گویا جب تک کسی کیلئے اولاد نہ پیدا ہو۔ اس وقت تک اپنے شرمناک فعل پر کاربند رہے

یہ ہے اس ویدک دھرم کی تعلیم جس کے متعلق پرکاش نے دعوے کیا ہے کہ اس نے مناکحت کا مقصد صرف اولاد پیدا کرنا بتایا ہے۔ محض نفسانیت کے لئے وہ اپنی عورت سے بھی تعلق کی اجازت نہیں دیتا۔ کیا آریہ صاحبان اس قابل ہیں۔ کہ ایسی شرمناک تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس پر پردہ ڈالنے کیلئے بالکل اس کے خلاف بے سروپا دعوے کرتے رہتے ہیں ٭

دروغگوئی کے چورن سے "پیغام" کی اہم مربعے ہضم کرنیکی کوشش

غیر مبایعین کی بے حواسی اور پریشانی

معلوم ہوتا ہے۔ غیر مبایعین نے گورنمنٹ سے اہم مربعے حاصل کرنے کے لئے بے حد ذلت برداشت کرنے اور شرمناک طور پر ضمیر فروشی سے کام لینے کے ساتھ ہی ہوش و حواس اور عقل وخرد سے بھی دست برداری اختیار کر لی ہے۔ ہم نے ان سے ایک نہایت آسان بات دریافت کی تھی۔ کہ انہیں گورنمنٹ نے جو اہم مربعے زمین دی ہے۔ وہ ان کی کن خاص خدمات کا صلہ ہے۔ اور آئندہ کے لئے انہوں نے کس قسم کی خدمات سرانجام دینے کا اقرار کیا ہے اس پر ان لوگوں کی وہی حالت ہوئی جو عین موقعہ پر گرفتار ہو جانے والے چور کی ہوتی ہے۔ کہ اول تو اس کے منہ سے بات ہی نہیں نکلتی۔ اور بمشکل جو کچھ کہتا ہے۔ بالکل بے سروپا اور اوٹ پٹانگ کہتا ہے۔ بعینہٖ یہی حالت غیر مبایعین کی ہوئی۔ اول تو کئی دن تک ان کی زبان بند رہی۔ اور "حضرت امیر" سے لے کر" دویارتھی صاحب" تک کوئی بول نہ سکا۔ لیکن جب چھٹکارے کی کوئی صورت نہ دیکھ کر بولے۔ تو وہ کچھ کہنا شروع کر دیا جس کا اصل معاملہ سے قطعاً تعلق نہیں۔ اور وہ بھی اس بے ڈھنگے طریق سے۔ کہ جو حواس پراگندہ ہونے۔ اور سخت پریشانی میں مبتلا ہونے کا واضح ثبوت ہے

بے ڈھنگی باتیں

بھلا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہجّد میں نوافل پڑھنے پر میاں محمود احمد صاحب مقام محمود پر کھڑے ہو سکتے ہیں" اور غیر مبایعین کو اہم مربعے مل جانے کا کیا تعلق۔ جن کے متعلق ان کے "حضرت امیر" نے خوشی میں پھولے نہ سماتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ "یہ اراضی ایسی ہی ہے۔ جیسے ہم نے چار۔ پانچ لاکھ روپے کا مستقل سرمایہ جمع کر لیا ہو" کہ "پیغام صلح" نے یہ عقلمندانہ استدلال پیش کیا۔ "میاں صاحب کے آستانہ شملہ پر جبہ سائی سے" غیر مبایعین کو اہم مربعے مل گئے"

اس استدلال کی لغویت اور بے ہودگی تو ظاہر ہی ہے۔ جب اس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ تو "پیغام" نے اسے چھوڑ کر اس سے بھی بڑھ کر لغویت پر قدم مارا۔ اور بہت کچھ پیچ و تاب کھانے اور ادھر ادھر ہاتھ مارنے کے بعد لکھا ہے

"اچھا ہم ایک اور وعدہ کرتے ہیں۔ کہ جس دن آپ گورنمنٹ کے نیم حکم کو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر مقدم کرنے کا عقدہ حل کر دیں گے۔ اسی دن ہم آپ کے اکتالیس مربعوں کے درد کو بھی دور کر دیں گے"

ہماری طرف سے اس قسم کا کوئی عقدہ نہ پیدا کیا گیا۔ اور نہ ہم اس کے حل کرنے کے ذمہ وار ہیں۔ یہ "پیغام" کا محض افترا ہے۔ جسے وہ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ بار بار پیش کر کے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اب چونکہ وہ ایسی افترا پردازیوں کی پناہ لیکر لوگوں کو اہم مربعوں کے متعلق جواب دہی سے بچنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم اس دہوکہ بازی کا بھی قلع قمع کئے دیتے ہیں۔

"پیغام" کی دروغ گوئی

پیغام صلح (۷ر فروری) کا بیان ہے:۔

"میاں صاحب نے گورنمنٹ کو خدا اور اس کے رسول سے بڑھ کر رتبہ دیا۔ اور فرمایا۔ کہ گو خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ کہ ڈاڑھی رکھو۔ لیکن اگر گورنمنٹ نیم حکم بھی دیدے۔ کہ ڈاڑھیاں منڈوا دو۔ تو یہ نیم حکم خدا اور اس کے رسول کے سالم حکم پر مقدم ہوگا"

اس کے متعلق ہماری گزارش یہ ہے۔ کہ "پیغام صلح" نے مندرجہ بالا سطور میں جو الفاظ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف منسوب کئے ہیں۔ ان کا ثبوت دے۔ ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ یہ جو کچھ پیغام نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق لکھا ہے۔ سراسر جھوٹ اور قطعاً غلط ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا یہ بھی دعوےٰ ہے۔ کہ پیغام کو ان الفاظ کے غلط ہونے کا خود علم ہے۔ مگر باوجود اس کے اس نے دیدہ دانستہ یہ افترا پردازی اور دہوکہ دہی کی ہے

دیدہ دانستہ دروغگوئی

پیغام نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف جو الفاظ اب منسوب کئے ہیں۔ اور جنہیں ہم اوپر نقل کر آئے ہیں ان کا ماخذ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ۳ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کا خطبہ جمعہ ہے۔ جس کا ایک حصہ خود پیغام اپنی اشاعت ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۰ء میں نقل کر چکا ہے۔ اور اس کے متعلق لکھ چکا ہے کہ:۔

"حضرت میاں صاحب کے خطابات اور تقاریر ہمیشہ جامع اور مانع ہوتی ہیں۔ آپ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں۔ اس میں بال کی کھال نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ ۳ر اکتوبر سنہ رواں کو آپ نے ایک خطبہ ڈاڑھی کی نذر کیا ہے۔ اور نہایت تفصیل کے ساتھ اس امر کو سمجھایا ہے۔ کہ ہر چیز کی قیمت اس کے فائدہ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ قوم کا رواج بھی ایک مفید چیز ہے۔ کہ اس سے دوست دشمن میں تمیز پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے باہمی اتحاد و یگانگت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ ڈاڑھی شعار اسلام ہے۔ اس لئے اس سے قومی اتحاد کو فائدہ پہنچتا ہے"

اس کے بعد قریباً دو کالم میں خطبہ کا ایک حصہ درج کیا ہے۔ جس میں ڈاڑھی رکھنے پر پورا زور صرف کیا گیا ہے۔ اور اس کی ضرورت ثابت کی گئی ہے۔ اسے درج کرنے کے بعد پیغام نے لکھا:۔

"حضرت میاں صاحب نے ڈاڑھی کے شعار اسلامی اور سنت رسول اللہ ہونے پر زور دیا۔ اور آپ کی اس سنت پر اطاعت کو لازمی قرار دیا۔ بہت اچھا کیا"

کیا یہ قابل حیرت بات نہیں۔ کہ جو اخبار خود وہ خطبہ درج کر چکا ہے جو بالفاظ اس کے "ڈاڑھی کی نذر" کیا گیا۔ جو خود اعتراف کر چکا ہے کہ اس میں ثابت کیا گیا ہے۔ "ڈاڑھی شعار اسلام ہے" جس کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ "حضرت میاں صاحب نے ڈاڑھی کے شعار اسلامی اور سنت رسول اللہ ہونے پر زور دیا۔ آپ کی اس سنت پر اطاعت کو لازمی قرار دیا" بقول امیر غیر مبایعین "وہ اب اتنا بڑا جھوٹ کیوں بناتا ہے۔ اور کیوں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف وہ بات منسوب کرتا ہے۔ جو آپ نے کبھی نہیں کہی۔

"حضرت امیر" کی خموشی

اس سے بھی بڑھ کر تعجب یہ ہے۔ کہ "حضرت امیر" جو اپنے خلاف "الفضل" میں ذراسی بات دیکھ کر آپے سے باہر ہو جاتے۔ اور انتہا غیظ و غضب میں "الفضل" کا نام بھی نہیں لے سکتے۔ وہ نہ صرف اتنے بڑے جھوٹ پر "پیغام" کو تنبیہ نہیں کرتے۔ بلکہ اسے بصورت اشتہار شائع کرنے کی منظوری بھی عطا فرماتے ہیں

"حضرت امیر" کو اطلاّع

مرزا مظفر بیگ کے ایک صریح جھوٹ پر جو "پیغام صلح" میں بڑے طمطراق کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ جب نوٹس لیا گیا۔ اور اس کی حقیقت ظاہر کی گئی۔ تو پیغام کے ایڈیٹر صاحب نے لکھا:۔

"مرزا مظفر بیگ صاحب ایک نو آموز چھوٹے ایڈیٹر ہیں۔ ان سے کسی غلطی کا سرزد ہو جانا بہت ممکن بلکہ عین اقتضاء عمر تھا۔ اگر خلافت مآب ہمیں اسی وقت اطلاع دے دیتے۔ تو ہم اس کی تصحیح کر دیتے"

لیکن اب جبکہ خود بڑے ایڈیٹر نے شرمناک جھوٹ بنا کر یہ الفاظ شائع کیا۔

"میاں صاحب نے فرمایا۔ کہ گو خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ کہ ڈاڑھی رکھو۔ لیکن اگر گورنمنٹ نیم حکم بھی دے دے۔ کہ ڈاڑھیاں منڈوا دو۔ تو یہ نیم حکم خدا اور اس کے رسول کے سالم حکم پر مقدم ہوگا"

تو اس کی اطلاّع ہم "حضرت امیر ایدہ اللہ" کو دیکر دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنی امارت کس رنگ میں استعمال کرتے۔ اور پیغام کے بڑے ایڈیٹر کی صریح دروغ گوئی پر کیا نوٹس لیتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے "پیغام صلح" کی دروغگوئی میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے۔

غور فرمایئے۔ جس خطبہ جمعہ میں بالفاظ پیغام یہ بتایا گیا ہو۔ کہ ڈاڑھی شعار اسلام ہے۔ اور جس میں یہ اُس سنت کو لازمی قرار دیا گیا ہو۔ اس میں یا ایسا خطبہ پڑھنے والا کسی اور تحریر یا تقریر میں یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ

"گو خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ کہ ڈاڑھی رکھو لیکن اگر گورنمنٹ نیم حکم بھی دیدے۔ کہ ڈاڑھیاں منڈوا دو۔ تو یہ نیم حکم خدا اور اس کے رسول کے سالم حکم پر مقدم ہوگا"۔

قطعاً یہ الفاظ اس انسان کے نہیں ہو سکتے۔ جو ڈاڑھی کو شعار اسلام سمجھتا۔ اور اس پر عمل کرانے کے لئے خطبوں اور تقریروں میں زور دیتا رہتا ہے۔ جس کا خود پیغام کو اعتراف ہے۔ پس پیغام نے یہ صریح جھوٹ بنایا ہے۔ اور کوئی عجب نہیں "حضرت امیر" کا مشورہ بھی اس میں شامل ہو۔ کیونکہ ۱۴۱ مربعوں کے بآسانی ہضم نہ ہو سکنے کی وجہ سے سب سے زیادہ درد انہی کے پیٹ میں ہو رہا ہے۔ اور وہی اس درد سے زیادہ بےتاب ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں تو کوئی امید نہیں۔ کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ لیکن اگر ان کے علم اور مشورہ کے بغیر پیغام نے یہ دروغ بیانی کی ہو۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف اس کی تردید کریں۔ بلکہ اس کے متعلق افسوس اور ندامت کا بھی اظہار کریں۔

کیا پیغام وعدہ پورا کرے گا

اگرچہ پیغام نے ام مربعوں کے حصول کے متعلق ہمارے مطالبہ کا جواب دینے کے لئے جو شرط لگائی ہے۔ اسے خود اس کے بیان سے باطل اور جھوٹ ثابت کر دینے [illegible] گیا ہے۔ کہ ایک طرف تو اس دروغ گوئی پر اظہار ندامت کرے۔ اور دوسری طرف وہ کاگذات خاص پیش کرے۔ جن کے صلہ میں گورنمنٹ نے انہیں ام مربعے بخشے ہیں۔ تاہم دوسرے مضمون میں ہم بتائیں گے۔ کہ ڈاڑھی رکھنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کس قدر زور دیتے اور اسے کتنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور کن حالات میں ان لوگوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جو خاص مجبوریوں کی وجہ سے۔ ڈاڑھی نہ رکھ سکتے ہوں ؂

بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کی سرکاری سند

غیر مبائعین کو گورنمنٹ کے لئے جاسوسی اور کار خاص کے صلہ میں ام مربعے زمین ملنے کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے حوالہ سے یہ انکشاف بھی کیا تھا۔ کہ "اہلیہ محمد علی احمدیہ بلڈنگس لاہور" کو سال نو کے خطابات کے سلسلہ میں سرکاری سند عطا ہوئی ہے۔ اس پر "پیغام صلح" نے بہت کچھ غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے "پیکر حلم و رافت" "حضرت امیر" کی بیگم صاحبہ کی حمایت میں ہم پر "ذلیل حرکت" کرنے کا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق ہماری یہ "حرکت" پیغام ہی کے الفاظ میں صرف یہ ہے۔ کہ ہم نے لکھا۔

"مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس ڈپٹی کمشنر لاہور نے جن لوگوں کو سندات عطا کیں۔ ان میں بیگم صاحبہ موصوفہ کا نام بھی ہے"۔

اگر یہ کوئی ایسی ہی ذلیل حرکت تھی۔ جس سے بیگم صاحبہ موصوفہ کی شان کو بٹہ لگتا۔ اور ان کی تحریر پر کیا حرف آتا تھا۔ جس کا مٹانا پیغام صلح کا فرض تھا۔ تو کیا وجہ ہے۔ جب سول اینڈ ملٹری گزٹ نے ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء کے پرچہ میں جسے شائع ہوئے ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے "یہی حرکت" کی [illegible] کے خلاف "پیغام صلح" نے صدائے احتجاج بلند کرنے کی ضرورت نہ سمجھی لیکن الفضل کا یہ بات بیان کرنا تھا۔ کہ "ذلیل حرکت" ہوگئی۔ کیا اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور ہو سکتی ہے۔ کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" "نیم سرکاری اخبار" ہے۔ اور ام مربعوں نے سرکاری تو الگ رہے "نیم سرکاری" اداروں کے متعلق بھی غیر مبائعین کے مونہوں پر ایسی مہر لگا دی ہے۔ کہ وہ اپنے حضرت امیر کی بیگم صاحبہ کے متعلق ان کی "ذلیل حرکت" بھی بخوشی برداشت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ لیکن وہی بات الفضل میں دیکھ کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔

ہم نے جو کچھ لکھا۔ اور جس کا ذکر "پیغام" نے اپنے مندرجہ بالا الفاظ میں کیا۔ اس کا ثبوت دینے کے لئے ہر وقت ہم تیار ہیں۔ پیغام صلح ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء کے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کا صفحہ سات نکال کر دیکھ لے۔ اس میں اگر ایسے ان لوگوں میں جنہیں مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس ڈپٹی کمشنر لاہور نے سندات عطا کیں۔ Mrs Muhammad Ali Ahmadia Buildings Lahore کے الفاظ نہیں۔ تو پھر جو چاہے کہے۔ زیادہ وضاحت کے لئے ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اہلیہ محمد علی احمدیہ بلڈنگس لاہور کے آگے چوہدری محمد شفیع آنریری سیکرٹری کواپریٹو یونین لاہور کا اور پیچھے پیر غلام نبی شاہ نیابت التحصیل قصور کا نام درج ہے۔

اگر اس نام سے مراد بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین نہیں۔ تو پھر یہ بتانا "پیغام صلح" کا فرض ہے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس میں وہ کونسی "اہلیہ محمد علی" ہیں جنہیں حکومت کی طرف کار خاص کی سند حاصل ہوئی ہے۔ اگر اور کوئی نہیں۔ اور نہ بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کو آج تک "سند ملی ہے" تو پھر "پیغام" کو یہ لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ کہ

"کیا ممکن نہیں۔ کہ کسی کو یوں اچھا اور رفاہ عام کا کام کرکے بھی کوئی خطاب یا سند ملے"۔

اس سے تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے۔ اور بیگم صاحبہ کی سند "یوں اچھا اور رفاہ عام کا کام" کا نتیجہ قرار دینے کا ارادہ ہے۔ اگر یہی بات ہے۔ تو صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیا جاتا۔ اور کیوں یہ نہیں بتا دیا جاتا۔ کہ وہ "اچھا اور رفاہ عام کا کام" کونسا ہے۔ جس کے صلہ میں بیگم صاحبہ موصوفہ کو سرکاری سند حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں جو یہ لکھا گیا ہے۔ کہ

"لیجئے ہم اپنی تحقیقات کا نتیجہ آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ کہ آج تک موصوفہ کو ڈپٹی کمشنر کی طرف سے کوئی سند نہیں ملی"۔

اس سے بھی الجھن زیادہ بڑھتی ہے۔ کیونکہ یہ کسی نے نہیں لکھا۔ کہ بیگم صاحبہ موصوفہ کو ڈپٹی کمشنر کی طرف سے کوئی سند ملی ہے۔ کہ "پیغام صلح" اپنی تحقیقات کا یہ نتیجہ ہمارے سامنے پیش کر رہا ہے۔ پیغام صلح نے اگر اس معمولی سی بات کے لئے تحقیقات کی تکلیف اٹھانا گوارا کی تھی۔ تو اسے یہ تحقیقات کرنی چاہیئے تھی۔ کہ مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس ڈپٹی کمشنر لاہور نے جن لوگوں کو سندات عطا کیں۔ ان میں بیگم صاحبہ موصوفہ کا نام بھی ہے۔ یا نہیں۔ اس بات کو چھوڑ کر وہ خواہ مخواہ کسی ایسی سند کی تحقیقات کرنے لگ گیا۔ جو "ڈپٹی کمشنر کی طرف سے" ملی ہو۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا۔ کہ حکومت کی سند حاصل کر لینے کے باوجود نہایت آسانی کے ساتھ کہہ دیا جاتا۔ کہ بیگم صاحبہ موصوفہ کو ڈپٹی کمشنر کی طرف سے کوئی سند نہیں ملی۔

اپنی تحقیقات کا فضول نتیجہ پیش کرنے کے بعد "پیغام" لکھتا ہے۔

"اگر آپ ہماری بات کو نہیں مانتے۔ تو اپنے سارے جاسوسی کے محکمہ کے کارکنوں کو ان سمیت جو قادیان میں مولوی سید سرور شاہ صاحب سے لیکر ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی تک لگے ہوئے ہیں۔ یہ ہدایت کیجئے۔ کہ وہ مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس کے دفتر کو چھان ماریں۔ اور اس سند کا پتہ نکالیں"۔

ہم بخوشی آپ کی بات ماننے کے لئے تیار ہوتے۔ مگر عقل و سمجھ سے کام لیکر بتائیے فرمائیے کہ جب آپ اپنی تحقیقات کا نتیجہ ہی ایسا پیش کریں۔ جو آپ کے حق میں مفید ہونے کی بجائے اور زیادہ شک پیدا کرے۔ تو اسے منوانے سے آپ کو کیا فائدہ۔ رہی یہ بات۔ کہ "ہم مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس کے دفتر کو چھان ماریں۔ اور اس سند کا پتہ نکالیں"۔ اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ کیا مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس کو "اہلیہ محمد علی احمدیہ بلڈنگس لاہور" کے نام کی سند اس لئے حکومت نے دی تھی۔ کہ وہ اسے اپنے دفتر میں چھپا رکھیں۔ یا اس لئے۔ کہ بیگم صاحبہ موصوفہ کی خدمت میں پہونچانے کا شرف حاصل کریں۔ اگر بیگم صاحبہ موصوفہ تک پہونچانے کیلئے ملی تھی۔ تو پھر ڈپٹی کمشنر کے دفتر کو چھان مارنے کے کیا معنی۔ اب وہ سند اگر کسی جگہ ہو سکتی ہے۔ تو بیگم صاحبہ کے پاس ہی ہو سکتی ہے۔ اگر اس طرح تلاش کر لینے کی دعوت دیجائے۔ تو ایک بات بھی ہے۔ ہاں اگر یہ بتا دیا جائے۔ کہ گورنمنٹ بیگم صاحبہ کے "یوں اچھا اور رفاہ عام کا کام" کرنے کی وجہ سے سند عطا کرنے کی منظوری تو دے چکی ہے۔ لیکن تاحال انہیں پہونچی نہیں۔ تو پھر مسٹر اے۔ اے لین رابرٹس کے دفتر سے اس کا پتہ لگا کر بیگم صاحبہ کی خدمت میں پہونچا دینے کا ذمہ ہم لیتے ہیں۔

"پیغام صلح" نے آخر میں لکھا ہے۔ (بقیہ صفحہ ہذا کالم اول)

۴۴ "ہم آپ کو یہیں چھوڑ کر اسی وقت رخصت ہوتے ہیں۔ اور منتظر رہتے ہیں۔ کہ آپ اپنے پانچ لاکھ مریدوں کو جو میاں صاحب کے قادیان سے لندن پہونچنے تک دس لاکھ ہو گئے تھے۔ اور اب معلوم نہیں کتنے لاکھ ہیں۔ تلاش میں لگا دیں۔ کہ وہ لین رابرٹس صاحب والی سند کا پتہ لگائیں"۔

پیغام صلح کا یوں اندھیرے میں چھوڑ کر رخصت ہو جانا بھی بتاتا ہے کہ اس کے دل میں چور ہے۔ وہ بھاگتے بھاگتے پانچ لاکھ مریدوں کو تلاش میں لگانے کے لئے کہتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس کام کے لئے صرف ایک مرید ہی کافی ہو سکتا ہے بشرطیکہ جہاں سند پہونچ چکی ہو۔ وہاں تلاش کر لینے کی اجازت دی جائے۔

بالآخر ہم یہ کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر بیگم صاحبہ موصوفہ کو آج تک حکومت کی طرف سے خوشنودی کی کوئی سند حاصل نہیں ہوئی۔ تو پیغام اور اس کے "حضرت امیر" کا فرض تھا۔ کہ گورنمنٹ کے اس اعلان کی تردید کراتے۔ جو ۲۴ جنوری کے "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں شائع ہوا ہے۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ اس وقت تک انہوں نے کوئی تردید نہیں کرائی۔ اب بھی اگر تردید کرا دیجائے۔ تو بات صاف ہو سکتی ہے لیکن

مسئلہ اجرائے نبوت ازروئے قرآن

(مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل کی تقریر جو جلسہ سالانہ ۳۰ء پر کی گئی)

(گذشتہ حصہ تقریر میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ ایک مصلح ربانی کا محتاج ہے۔ اب آگے ملاحظہ ہو)

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا۔ کہ اس وقت بھی ایک مصلح کی سخت ضرورت ہے۔ تو سوال یہ باقی رہ جاتا ہے۔ کہ کیا اللہ تعالےٰ نے اس ضرورت کے وقت کسی مامور کو لوگوں کے رُشد اور ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔

پہلا جواب

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ رحمان خدا جس نے ہمارے پیدا ہونے سے بھی پہلے ہماری ضرورتوں کے مطابق سامان پیدا کئے۔ وہ ہماری ضرورتیں تو باقی رکھے۔ مگر ان کے پورے ہونیکے سامان پیدا کرنے بند کر دے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ بھوک تو موجود ہو۔ مگر خوراک کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔ یہ ممکن نہیں۔ کہ پیاس تو موجود ہو۔ مگر پانی کا انتظام درہم برہم کر دیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ گمراہیاں اندھیرے ظلمت۔ بدیاں اور بدکاریاں تو دنیا میں موجود ہوں مگر نور پھیلانے اور صراط مستقیم دکھانے کے سامان بند کر دیئے جائیں۔ پس اگر شیطان اور اسکی ذریت کا وجود دنیا کو ہلاکت کے گڑھے میں گرانیکے لئے اب بھی موجود ہے۔ تو یقیناً خدا تعالیٰ کے نبی اور مامور بھی مخلوق الٰہی کو ہلاکت کی عمیق درعمیق گہرائیوں سے نکالکر عرش بریں تک پہونچانے کے لئے پیدا ہوتے رہینگے۔

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ ہمیشہ سے ایسے سامان ہدایت پیدا کرتا رہا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اب پیدا کرنے بند کر دے۔ ولن تجد لسنت اللّٰہ تبدیلا۔

اسلام سے پہلے بنی اسرائیل کا دور دورہ تھا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جب بھی ان میں گمراہی پھیلی۔ خدا تعالیٰ نے ان کی ہدایت کا سامان پیدا کیا۔ اور کوئی نہ کوئی نبی بنا کر بھیجدیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولقد آتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل۔ کہ ہم نے موسیٰ کے بعد پے در پے کئی ایک نبی بھیجے۔ جو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آتے رہے۔

پس کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ بنی اسرائیل کی گمراہی کو دور کرنیکے تو خدا تعالیٰ سامان پیدا کر دے۔ اور ہمیں بتا بھی دے۔ کہ ہم نے ان کی ہدایت کے سامان پیدا کئے تھے۔ مگر امت محمدیہ کے لئے نبوت اور رسالت کے دروازے بند کر دے حالانکہ اس کے متعلق کہا گیا ہے۔ کنتم خیر امۃ۔

ہم دیکھتے ہیں۔ ایک کسان جب کھیتی بوتا ہے۔ تو اسکی حفاظت کرتا ہے اور اپنی آنکھوں کے سامنے اسے برباد نہیں ہونے دیتا۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہ خدا جو کہتا ہے۔ ان الدین عند اللّٰہ الاسلام۔ کہ آئینی دین اب اسلام ہی ہے۔ اور پھر جس کھیتی کو اس نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے خونوں سے سیراب کر کے ہرا بھرا کیا تھا۔ اسے ویران ہوتا دیکھے۔ اور باوجود قادر مطلق ہونیکے اسکی حفاظت نہ کرے۔ اور اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے۔ کہ اب اسلام کی حفاظت کے لئے کوئی نبی اور رسُول نہیں آئیگا۔ تو پھر اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ (نعوذ باللہ) نہ کوئی خدا ہے۔ اور نہ خدا کا کوئی دین نہ ان الدین عند اللّٰہ الاسلام کا دعویٰ سچا ہے۔ اور نہ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ۔ کی کچھ حقیقت رہ جاتی ہے۔ اگر خدا ہے۔ اور یقیناً ہے۔ اگر اسلام اس کا دین ہے اور یقیناً اس کا دین ہے۔ تو ضرور خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کریگا۔

کچھ عرصہ ہوا ایک پرچہ اخبار حمایت اسلام کا جو لاہور سے نکلتا ہے۔ میری نظر سے گذرا۔ اس میں "اسلام کی اطراف عالم میں ناگفتہ بہ حالت" کی سُرخی کے نیچے مضمون نگار صاحب نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کا ذکر کیا تھا۔ بادشاہوں، فقیروں۔ عالموں، جاہلوں، پیروں مریدوں۔ استادوں، شاگردوں، مردوں، عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے اس نے لکھا تھا۔ ان میں سے کوئی بھی حقیقی مسلمان کہلانیکا مستحق نہیں۔ ان میں سے ہر ایک گند میں مبتلا ہے۔ اس مضمون کو پڑھکر میں نے ایک خط مضمون نگار صاحب کو اور ایک ایڈیٹر صاحب کو لکھا۔ جس میں پوچھا۔ اس مضمون کو پڑھکر میرے دل میں چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ براہ کرم ان کا جواب عنایت فرمائیں۔ سوال یہ ہیں۔ کہ بیشک امت محمدیہ کا ابتر حال ہو گیا ہے لیکن کیا مسلمانوں سے پہلے بھی کوئی امت گذری ہے۔ جو ترقی پانیکے بعد پھر گر گئی ہو۔ اگر کوئی قوم تھی۔ تو پھر ایسی ناگفتہ بہ حالت میں اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت اور ترقی کا کوئی سامان پیدا کیا۔ یا نہیں۔ اگر کیا۔ تو وہ کیا تھا۔ کیا اب وہی سامان امت محمدیہ کیلئے خدا تعالیٰ پیدا کر سکتا ہے۔ اگر نہیں۔ تو اس امت کو بجائے خیر امت کے شر امت کہنا پڑیگا مگر میرے ان سوالات کا کوئی جواب۔ آج تک موصول نہیں ہوا۔

کیا علماء اصلاح کر سکتے ہیں

اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ بیشک ضرورت تو ایک مصلح کی ہے۔ مگر کیا علماء اس ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کے پاک رسُول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کے بگڑنے کی خبر پہلے سے دے رکھی ہے۔ اور فرما دیا ہے کہ تمام مخلوق سے بدترین گروہ علماء کہلانے والوں کا ہوگا۔ تو پھر ان سے اصلاح کی امید کرنا فضول ہے۔

پھر اسلام کی ناگفتہ بہ حالت جب ان علماء کی موجودگی میں ہوئی۔ اور وہ اصلاح نہ کر سکے۔ تو اب جبکہ حالت بالکل ہی دگرگوں ہو چکی ہے۔ کس طرح اصلاح کر سکتے ہیں۔ ان کے سامنے مسلمانوں کے گروہ کے گروہ عیسائی ہوئے۔ اور خود مولوی کہلانے والے پادری کہلانے لگ گئے۔ پھر ان کے سامنے سینکڑوں ہزاروں ہندو ہو گئے۔ مگر ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ پھر ان کے اپنے جسم کے ۷۲ ٹکڑے ہو گئے۔ پس وہ جسم جس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس سے کس طرح امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ خود بخود جڑ سکے گا۔ اس کے اجزا کو اکٹھا کرنے کے لئے تو اب کوئی اور وجود ہونا چاہئے جس کا براہ راست تعلق خدا تعالےٰ سے ہو۔ جو یہ کہے۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے تمہاری اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ اس بات کو واضح کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کیف انتم اذا انزل فیکم ابن مریم حکما عدلا۔

یعنی اے مسلمانو! تمہارے لئے ایک حکم اور عدل نازل ہوگا۔ نزول کے لفظ سے دھوکا کھا کر لوگوں نے سمجھ لیا۔ آسمان سے نازل ہوگا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ جب دو آدمیوں کا آپس میں کسی امر پر تنازع ہو جاتا ہے۔ اور بطور خود فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ تو ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ اب میرا تیرا فیصلہ تو اوپر ہی جا کر ہوگا۔ اس سے ہرگز یہ منشا نہیں ہوتا۔ کہ چھت پر جا کر یا مینار پر چڑھکر فیصلہ ہوگا۔ بلکہ اوپر کے لفظ سے اس کی مراد عدالت ہوتی ہے۔ جو ایک میرا وجود ہے۔ اس لئے جب ان الفاظ سے کوئی بھی آسمان یا کوئی اور بلند مقام مراد نہیں لیتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ کا رسُول حکم و عدل کے نزول کا ذکر فرماتا ہے۔ تو اس کے معنے آسمان سے آنیکے لئے جائیں۔ صاف بات تھی۔ کہ اے امت محمدیہ جب تمہاری حالت بگڑ جائیگی۔ اور تمہارے اندر فیصلہ کی قوت نہ رہیگی۔ اس وقت کوئی زمینی آدمی اس جھگڑے کو نپٹا نہ سکیگا۔ اس لئے تمہارا حکم خدا تعالےٰ کی طرف سے آئیگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمارے لئے نہایت مبارک خبر دی تھی۔ اور بتایا تھا۔ دُنیاوی جھگڑوں کے لئے عدالت کے پاس جانا پڑتا ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ تم عدالت بالا میں جا کر پیش ہو۔ خدا تعالیٰ خود تمہارے لئے حاکم بالا کو مبعوث فرمائیگا۔ اور وہ تمہارا فیصلہ کریگا۔ اور کہیگا۔ لا اسئلکم علیہ اجرا۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا۔

پھر جہاں اس حکم کے آنیکی بشارت خدا تعالیٰ کے رسُول نے دی وہاں بار بار اسکے متعلق نبی اللہ کا لفظ بیان فرما کر واضح کر دیا۔ کہ وہ نبی ہوگا۔ نہ کہ کوئی مولوی۔ محدث یا مجدد وغیرہ۔ پھر حضرت عیسیٰ کا نام لیکر اور بھی وضاحت فرما دی۔ کہ آنیوالا مثیل عیسےٰ ہوگا۔ پس اگر حضرت عیسےٰ محدث یا مجدد تھے۔ تو آنیوالے کو بھی محدث یا مجدد تسلیم کر لیا جائے۔ اور اگر وہ نبی تھے۔ تو پھر اس کے نبی ماننے میں بھی کوئی عذر نہیں ہونا چاہئے۔

پھر منکم کا لفظ رکھکر بتا دیا۔ کہ آنیوالا عیسےٰ بنی اسرائیلی کا عیسےٰ نہ ہوگا بلکہ امت محمدیہ میں سے پیدا ہوگا۔

قرآن کریم سے امکان نبوت کا ثبوت

اب جبکہ میں یہ ثابت کر چکا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی کی ضرورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور پھر یہ بھی بتا چکا۔ کہ اس زمانہ میں وہ تمام ضرورتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ جنکی وجہ سے کوئی نبی آیا کرتا ہے۔ تو اب میں قرآن کریم سے اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہوں کہ اس سے بھی انبیاء کے آنیکی بشارت ملتی ہے۔ قرآن کریم میں ایسی بہت سی آیات ہیں۔ جو صاف طور پر ظاہر کرتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر میں نے وقت کے لحاظ سے صرف دو آیتیں لی ہیں

پہلی آیت

پہلی آیت کریمہ تو وہی ہے۔ جو میں نے اپنے لیکچر کے شروع میں پڑھی تھی۔ یعنی ما کان اللہ لیذر المؤمنین علےٰ ما انتم علیہ الخ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے وہ تمام باتیں جمع کردی ہیں۔ جن کا بالتفصیل میں ذکر کر چکا ہوں۔ یعنی یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ کہ نبی کی تعریف کیا ہے۔ پھر یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ نبی کی ضرورت کیا ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ وہ ضرورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہوگی۔ اور ساتھ ہی اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ کہ ایسی ضرورت پیدا ہونے کے وقت وہ کسی مجدد یا محدث کو مبعوث نہیں فرمائے گا۔ بلکہ ایک نبی کو بھیجے گا۔ چنانچہ فرمایا۔ ما کان اللہ لیذر المؤمنین علےٰ ما انتم علیہ حتےٰ یمیز الخبیث من الطیب الخ کہ ایک وقت اسلام پر ایسا آ جائے گا۔ جب اس کی طرف منسوب ہونے والے لوگ صرف زبانی دعوےٰ کرتے ہوں گے۔ کہ ہم مومن ہیں۔ حالانکہ ان میں حقیقی ایمان نہ ہوگا۔ اتنے حصہ میں بتایا۔ کہ ایک وقت مسلمانوں پر ایسا ضرور آئے گا۔ جبکہ وہ ایمان کا صرف زبانی دعوےٰ کریں گے۔ مگر حقیقی ایمان ان میں نہ ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا یمیز الخبیث من الطیب الخ کہ چونکہ ضرورت پیدا ہو چکی ہوگی۔ کہ کوئی مصلح آئے۔ اس لئے ہم ان میں تمیز کرنے کا ضرور بندوبست کریں گے۔ جس سے حقیقی مومن الگ ہو جائیں گے اور دوسرے لوگ الگ۔ پھر فرمایا۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کرے گا۔ کہ تم میں سے ہر ایک کو غیب کی خبر دیکر بتائے۔ کہ کون مومن ہے اور کون نہیں ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء الخ ایسی حالت میں جب کہ کافر اور مومن ایک ہی رنگ میں رنگین ہو جائیں گے۔ اور کوئی صورت تمیز کی باقی نہ رہے گی۔ ایسی حالت میں کسی مجدد یا محدث کو کھڑا نہ کیا جائے گا بلکہ یجتبی من رسلہ من یشاء الخ کسی نبی کو منتخب کریں گے جو آکر تمیز کرے گا۔ فاٰمنوا باللہ ورسلہ الخ پس اے مدعیان ایمان اگر تم اپنے دعوےٰ ایمان میں سچے ہونا چاہتے ہو۔ تو اس شخص پر جسے نبی بناکر بھیجیں ایمان لے آنا۔ ما کان اللہ لیطلعکم سے نبی کے معنوں کی طرف اشارہ کر دیا۔ کہ نبی ہوتا ہے۔ جس کو غیب کی خبریں کثرت سے دی جاتی ہوں۔ گویا کثرت مکالمہ اور مخاطبہ کی شرط اسجگہ بیان فرما دی ؛

غور فرمایئے اللہ تعالےٰ نے ایک ہی آیت میں کیسے صاف طور پر مسلمانوں کی حالت کا ذکر کر کے اور اس کی اصلاح کا وعدہ کرتے ہوئے انبیاء کے مبعوث کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ سو اللہ تعالےٰ کا شکر کرو۔ کہ اس نے عین وقت پر دستگیری کی۔ اور مٹتے ہوئے اسلام اور اس کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو ایک برگزیدہ نبی حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود کے ذریعہ محفوظ کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں یجتبی کے لفظ سے ایک عجیب بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ کہ تمام مسلمان ایسے وقت میں ایک نبی کے منتظر تو ہوں گے مگر ساتھ ہی کہیں گے۔ وہ آنے والا نبی آسمان سے نازل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رد کرتے ہوئے پہلے سے فرما دیا۔ بیشک میں نبی تو بھیجوں گا مگر یجتبی کے ماتحت نیا نبی آئے گا۔ نہ کہ کسی منتخب شدہ کو بھیجوں گا۔ پس اگر خدا تعالیٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ہی دوبارہ بھیجتا۔ تو یجتبی نہ فرماتا۔

دوسری آیت

دوسری آیت جو اسوقت میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے ومن یطع اللہ والرسول. فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین. وحسن اولٰئک رفیقا۔ (سورہ نساء)

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں چار انعامات کا ذکر کیا ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ چاروں ہی اس امت کو حسب مراتب ملیں۔ کیونکہ اس آیت میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ پہلی امتوں کو یہ چاروں انعام ملتے رہے یعنی ان میں نبی بھی ہوئے۔ صدیق بھی۔ شہید اور صلحاء بھی ہوئے۔ اگر آیت کے صرف یہی معنی کئے جائیں۔ کہ اس امت میں ان مراتب کو کوئی حاصل نہ کرے گا۔ بلکہ مسلمان ان مراتب والوں کے ساتھ (قیامت کو) ہوں گے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہی نبی ہو چکے۔ اور پہلے ہی صدیق ہو چکے پہلے شہید بھی ہو چکے۔ اور سب سے چھوٹا مقام جو صلحاء کا مقام ہے۔ وہ بھی پہلے ہی گذر چکے۔ اب نبی۔ صدیق۔ شہدا تو درکنار کوئی صالح بھی نہیں ہو سکتا۔ نہ ہو سکیگا۔ اور تمام مسلمان ...... آنحضرت صلعم کو تلاش کرنے کے اور ان کے ساتھ ہونے کے۔ بنی اسرائیل کے نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں اور صلحاء کو تلاش کرتے پھریں گے۔ تاکہ ان کی معیت حاصل کریں۔ معاذاللہ یہ کیا لچر خیال ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ اس امت میں بھی نبی ہوں گے۔ صدیق۔ شہدا۔ اور صلحاء بھی ہوں گے۔ تبھی ہمارے نبی کریم سب رسولوں سے افضل قرار پا سکتے ہیں۔

لفظ مع کے معنے

مگر ان لوگوں کی عجیب حالت ہے۔ کہ باوجود ایسے دلائل کے پھر مع کے لفظ کے وہی معنے کرتے ہیں۔ جو کسی طرح جائز نہیں۔ میں اس وقت ایک ایسی آیت پیش کرتا ہوں۔ جو غیر احمدی علماء کو حیران کر دینے والی۔ اور مع کے لفظ کی خوب تشریح کر دینے والی ہے میں جب حیدرآباد سندھ میں گیا۔ تو وہاں ایک مشہور غیر احمدی مولوی تھے۔ ان کے ساتھ گفتگو کا موقعہ ملتا رہا۔ ایکدن انہوں نے بہت سے غیر احمدی معززین کو بلایا۔ اور مجھے بھی پیغام بھیجا۔ کہ آج ہم ختم نبوت کے مسئلہ پر آپ سے گفتگو کریں گے۔ میں گیا۔ اور جب ہم گفتگو کرتے ہوئے اس آیت پر آئے۔ کہ من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین الخ تو مولوی صاحب نے کہا۔ میرا تو آپ کے متعلق نہایت اچھا خیال ہو گیا تھا۔ کہ آپ اچھے عالم ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا۔ میرا خیال غلط ہے۔ کیونکہ آپ کو مع کے معنے بھی معلوم نہیں۔ میں نے کہا۔ جو کچھ آپ نے کہا درست۔ مگر اس آیت کے معنے بیان فرما دیجئے۔ الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینہم للہ۔ فاولٰئک مع المؤمنین

چونکہ قرآن کریم میرے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے زیر خط آیت کا حصہ میرے انگوٹھے کے نیچے تھا۔ جب وہ باقی آیت کا ترجمہ کر چکے۔ تو میں نے پوچھا۔ مولوی صاحب جو توبہ بھی کرے۔ خدا کے دین کو قبول بھی کرے۔ اور الٰہی احکام پر گامزن بھی ہو۔ اسے آپ کیا کہیں گے۔ اور وہ کون ہوگا۔ جھٹ فرمانے لگے۔ وہ مومن ہوگا۔ اس پر میں نے آیت کا اگلا حصہ دکھا کر کہا۔ یہاں تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اولٰئک مع المؤمنین۔ کہ وہ مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اس پر وہ بالکل دم بخود ہو گیا۔ اور غیر احمدی معززین نے کہدیا۔ کہ ہمارا مولوی کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

غرض اس آیت نے اس آیت کے معنے بالکل صاف کر دئے اور بتا دیا۔ کہ جس طرح توبہ کرنے والا۔ خدا کے دین کو خالص کرنے والا اور اس کے احکام پر چلنے والا۔ باوجود مع المؤمنین کے فی الواقع مومن ہوتا ہے۔ اسی طرح من یطع اللہ والرسول کی آیت میں باوجود مع النبیین ہونے کے فی الحقیقت نبی ہوتا ہے۔ اور باوجود مع الصدیقین ہونے کے صدیق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح شہید اور صالح باوجود مع کا لفظ رکھنے کے شہید اور صالح بھی ہوتے ہیں

پس یہ دو آیتیں ایسی ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اجراء نبوت کے لئے شاہد ناطق ہیں۔ اور بھی قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں۔ مثلاً یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم کہ اے بنی آدم تمہارے پاس جب رسول آئیں۔ تو ان پر ایمان لانا وغیرہ۔ مگر ان دو پر ہی اکتفا کرتا ہوا۔ بعض ان اعتراضات کا جواب دیتا ہوں۔ جو اجرائے نبوت کے خلاف پیش کئے جاتے ہیں۔

کچھ مخلص اور مختنتی دوستوں کی ضرورت

نظارت تعلیم و تربیت کا کام جس قدر اہم اور ضروری ہے۔ اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت صیغہ ہذا کے ایک ضروری کام کی تکمیل درپیش ہے۔ جس کے لئے ہمیں کچھ مخلص اور محنتی دوستوں کی خدمات کی ضرورت ہے۔ جو کم از کم ایک ہفتہ یا پندرہ روز خدمات سلسلہ کیلئے وقف کر سکیں۔ اور جو علاقہ ان کے سپرد کیا جائے۔ اس میں دورہ کر کے کام بفوضہ سرانجام دے سکیں۔ سفرخرچ صیغہ ہذا سے دیا جائیگا۔ جو دوست اس کام میں میرا ہاتھ بٹانے کے لئے آمادہ ہوں۔ وہ بہت جلد اپنا نام و پتہ دفتر ہذا میں لکھ کر بھیجدیں۔ اور یہ بھی لکھیں۔ کہ وہ ماہ فروری یا مارچ میں کس تاریخ سے کس تاریخ تک۔ اپنے اوقات گرامی کو سلسلہ کے لئے وقف کر سکیں گے۔ تا اسی وقت ان کو کام مفوضہ کے متعلق ہدایات دی جائیں اس تحریک کی اسلئے بھی ضرورت پیش آئی ہے۔ کہ نظارت کے پاس......

سرزمین قادیان میں رمضان المبارک

قادیان کی بستی ظلمت کدہ تھی۔ آفتاب صداقت کے طلوع اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ظہور نے اس کو بقعۂ نور بنا دیا ہے۔ اب اس کی زمین اور اس کا آسمان نیا ہے۔ اب وُہ اسلام کی ترقی اس کی اشاعت اور ترویج کے لحاظ سے ایک بے مثال مرکز ہے۔ اس کی آبادی کا بیشتر حصہ احمدیت کی ضوفشانی سے منور ہو چکا ہے۔ اور ان عشاق اسلام کی زندگی جو دور دراز علاقوں سے اپنے اوطان کو خیرباد کہکر اسی جگہ جاگزین ہو گئے ہیں۔ اسلامی زندگی کا بہترین نمونہ ہے۔ ماہ رمضان کے ایام مومن کی زندگی میں عید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قادیان کے قدوسی سال کے ہر دن میں چشم بصیرت کے لئے موعظت کا ذریعہ ہیں۔ لیکن رمضان کے دنوں میں تو بالخصوص یہ جگہ قابل دید ہے۔ وُہ آنکھیں جو آج تک اس بے نظیر منظر سے بے بہرہ ہیں۔ یقیناً ان کو حسرت ہو گی۔ میں اپنے دور افتادہ بھائیوں کے لئے ان تاثرات کا ایک شمہ ذکر کرتا ہوں۔ تا وُہ بھی اس لذت اندوز ہو سکیں۔

امسال منگل کی شام کے بعد رمضان شروع ہُوا۔ اسی شب سب مساجد میں حفاظ نے تراویح میں قرآن مجید سُنانا شروع کیا۔ مسجد اقصیٰ (جو قادیان کی جامع مسجد ہے) مسجد دارالرحمت۔ مسجد نور۔ مسجد دارالفضل۔ مسجد فضل میں عشا کی نماز کے بعد عقیدت ز اثر تیل اور جذب انگیز تلاوت سنائی دیتی ہے۔ ہر خورد و کلاں ہمہ تن گوش بن رہا ہے۔ اس کے بعد زیادہ دیر نہیں گذرتی۔ کہ تہجد گذار احباب مجالس میں بُسن۔ نوجوان۔ مرد اور عورت سبھی شامل ہیں۔ اپنے بستروں سے علیحدہ ہو کر بارگاہ ایزدی میں زار و قطار روتے سنائی دیتے ہیں۔ کان لگا کر سنو۔ تو ان کی دعاؤں کا رنگ یہ ہی ہوتا ہے۔ اے خدا! دنیا کو اسلام کی روشنی سے منور کر۔ ہمارے آقا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت اکناف عالم میں پھیلا۔ اپنے پیارے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی مخلوقات کے دلوں میں قائم کر۔

رات کے آخری حصہ میں مسجد مبارک میں نماز تراویح پڑھی جاتی ہے۔ اور خدا کا کلام دُنیا کی آرام کی گھڑیوں میں خوش الحانی سے سُنایا جاتا ہے۔ قرآن پاک کے دیوانے نیند کو چھوڑ کر اس شمع پر پروانہ وار جمع ہو جاتے ہیں۔ وہاں سے فراغت کے بعد سحری کھاتے۔ نماز فجر ادا کرتے ہیں۔ مساجد میں فریضۂ صبح کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سُنائی جاتی ہیں۔ پھر ہر چار دیواری اسی مبارک کلام ربانی کی تلاوت سے گونجتی ہے۔ جو وادیٔ غیر ذی زرع میں خدا تعالیٰ کے سب سے بڑے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہُوا۔ عورتیں اور مرد اس تلاوت میں بھی برابر کے شریک ہیں۔ طلوع آفتاب کے بعد اپنی اپنی مفوضہ خدمات بجا لاتے ہیں۔ اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مدارس۔ دفاتر۔ بازار۔ کالج۔ ہسپتال سب جگہ ایک نظام ہے۔ ہاں رمضان کی وجہ سے اسوائے عملہ الفضل کے) کارکنوں کے اوقات میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ تا وہ درس قرآن میں شریک ہو سکیں۔ نماز ظہر ختم ہوئی۔ اور سب لوگ ہاتھوں میں قرآن شریف لئے ذوق و شوق سے مسجد اقصیٰ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کے لئے پردہ دار جگہ موجود ہے سلسلہ احمدیہ کے علماء میں سے کوئی ایک قرآن مجید کے ایک پارہ کا درس دیتے ہیں۔ وہ نظارہ بھی عجیب جذبات آفریں ہوتا ہے۔ خاموشی کا عالم ہے۔ اور قرآن پاک کے ارشادات سنائے جا رہے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد لوگ اپنے گھروں میں جاتے اور غروب آفتاب پر روزہ افطار کرتے ہیں۔ نماز مغرب کے بعد کھانا وغیرہ سے فراغت ہوئی۔ عشاء کی نماز میں حاضر ہوئے۔ اور پھر وہی پروگرام سامنے ہے۔ جو کل تھا۔ اور جس کا ایک حصہ اوپر درج ہوا۔

اسی طرح اس سارے مہینہ کے لیل و نہار گذرتے ہیں۔ سادہ عبق آموز فطرتیں اس طریق سے نصیحت حاصل کرتی ہیں۔ قادیان کا ہر جمعہ اپنے اندر خصوصیت رکھتا ہے۔ لیکن رمضان کا جمعہ تو اپنی شان میں ہر رنگ میں نرالا ہوتا ہے۔ وُہ وسیع اور عالی شان مسجد جس کی وسعت اور احمدیت کے مقابلہ پر دُنیا کی نبرد آزمائی کو دیکھکر اجنبی خیال کر سکتا ہے۔ کہ یہ کب پُر ہو سکتی ہے۔ جمعہ کی پہلی اذان پر ہی بھر جاتی ہے۔ پھر بوجہ تنگی دوسرے مکانات کی چھتیں بھی نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ قریب کے بعض شہروں اور ملحقہ دیہات کے احمدی تو فرط اخلاص کے باعث اذان سے بھی پہلے حاضر ہو جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کیف آور اور جانفزا روحانی نصائح کا ایک دریا اُمڈا چلا آتا ہے۔ مومنین۔ قانتین جس اخلاص اور جوش عمل سے مسجد میں داخل ہوئے تھے۔ اس سے کئی گنا زیادہ نور ایمان حاصل کر کے جاتے ہیں۔ احمدی افراد کا اپنے مقدس امام سے اخلاص موجودہ وقت میں بے نظیر اور بے مثل اخلاص ہے۔ نادان اس کو جس نظر سے چاہے۔ دیکھے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ روحانی تعلقات کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں یہی اخلاص تھا۔ غرض قادیان کی سرزمین میں قرون اولیٰ کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔

رمضان کے ایام گذرتے گئے۔ حتیٰ کہ آخری عشرہ آگیا۔ یہ دن اپنی نوعیت میں اور بھی عجیب نظر آتے ہیں۔ مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ وغیرہ میں چند اصحاب اعتکاف کی حالت میں ہیں۔ یعنی وُہ اپنے گھروں۔ اپنے بچوں۔ اور اپنے آرام کو چھوڑ کر خانۂ خدا میں اسی سے لو لگائے بیٹھے ہیں۔ روز و شب ذکر الٰہی میں مشغول اور مجیب الدعوات کے حضور مجسم آرزو بن رہے ہیں۔ ان معتکفین کی عقیدت کیشی اور رضائے الٰہی کی جستجو کی بھی عجیب حالت ہے۔ ان میں مرد بھی ہیں۔ اور بعض عمر رسیدہ عورتیں بھی۔ جو عورتوں کے حصۂ مسجد میں گوشہ گزین ہیں۔ اس سال معتکفین کی مجموعی تعداد چالیس ہے۔ میں نے ان معتکفین کو دیکھ۔ تو ان میں پنجاب کے مختلف اضلاع و ریاستوں کے بسنے والے نیز کشمیر۔ میسور۔ بنگال اور سماٹرا کے باشندے دکھائی دیئے۔ یہ مختلف طبقات اور مختلف عمروں کے لوگ ہیں۔ مگر سب خدا کے حضور ایک ہی جگہ آہ و بکا کرتے نظر آتے ہیں۔ دن اور رات کے ۲۴ گھنٹوں میں سے کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوگا۔ کہ جب یہ سارے کے سارے آرام کرتے ہوں۔

ٹھیک انہی ایام میں ہر احمدی سے فطرانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اور غربا و مساکین میں عید کے آنے سے پہلے پہلے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ تا وُہ بھی اس دن اپنے لباس اور اپنے کھانے کے لحاظ سے اپنے بھائیوں کے ساتھ عید میں شریک ہوں۔ عام صدقات جو ان دنوں ہوتے ہیں۔ وُہ مزید براں ہیں۔

رمضان کے آخر پر ۲۹ رمضان المبارک کو قرآن مجید کا درس ختم ہوتا ہے۔ اور آخری سورتوں کا درس خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہُ اللہ بنصرہٖ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد ایک لمبی اور [illegible] رقت سے بھری ہُوئی دعا ہوتی ہے۔ عورتوں اور مردوں کا انبوہِ کثیر اس دُعا میں شریک ہو کر الٰہی رحم کو جوش میں لاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا باعث بنتا ہے۔

الغرض یہ لوگ اسی روحانی مے کے نشے میں سارا مہینہ سرشار نظر آتے ہیں۔ ان کے اندر ایک روحانی بجلی کام کرتی نظر آتی ہے۔ ان میں کا سُست بھی دنیا کے چُستوں کو شرمندہ کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن جو ان میں چُست ہیں۔ اُن کی حالت پر تو آسمان کے فرشتے بھی رشک کرتے ہونگے۔ اور اکثر ایسے ہی ہیں۔ مبارک ہیں وُہ لوگ جو اس مقدس بستی کے نور اور اس نورانیت کی رُوح یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں۔ اور آپ کے فیض سے بہرہ ور ہو کر نور مجسم بن جائیں۔ بالآخر دعا ہے ؎

اے قادیاں کی بستی تجھ پر سلام ہووے
رحمت خدا کی تجھ پر نازل مدام ہووے

(خاکسار خامد)

جماعت احمدیہ کا آنریری مبلّغ

حاجی عبداللہ صاحب عرب بغدادی جو ایک مخلص نوجوان احمدی ہیں۔ اور دو اڑھائی سال تک قادیان میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ اب بھیلواڑہ۔ میواڑ۔ ریاست اودے پور میں مقیم ہیں۔ اور تبلیغ احمدیت بھی کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے۔ کہ انہیں آنریری مبلغ کا سرٹیفکیٹ نظارت کی طرف سے دیا جائے۔ تا کوئی بیجا روک اُن کے راستہ میں پیدا نہ ہو۔ لہذا انہیں سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔ اور اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وُہ اس علاقہ میں تبلیغ احمدیت کے لئے نظارت ہذا کی طرف سے آنریری مبلغ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور وُہ اس علاقہ میں احمدیت کو پھیلانے کا موجب ہوں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ کے خاندان

میں تو موتی سُرمہ ہی مقبول ہے

اس لئے آپ کو بھی یہی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

ضعف بصر۔ گکرے۔ جلن۔ خارش چشم پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ حضرت حکیم الامۃ نورالدینؓ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپکا سرمہ بہت مفید اور کامیاب ہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے" ؛

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے۔ اور آپکا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپکو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

ایک اسّی سالہ بزرگ پر اکسیر البدن کا حیرت انگیز اثر

جناب شیخ صالح محمد صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"میرے دادا صاحب جناب شیخ نور الدین گورنمنٹ پنشنر جن کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز ہے۔ کچھ عرصہ سے درد اعضاء اور عام جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ ان کی خواہش پر انہیں آپ کی مشہور مقوی دوا اکسیر البدن کا استعمال کرایا گیا۔ آپ یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ آپ کی دوا سے انہیں بے حد فائدہ پہنچا۔ اب وہ مزید دوا کے خواہشمند ہیں۔ لہذا انہیں ایک شیشی اور بھیج کر مشکور فرماویں"

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی بہترین مقوی دوا ہے۔ جو جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانے میں لاثانی ہے۔ اگر آپ کو اپنی قیمتی صحت کی کچھ بھی فکر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہئیے اگر آپ ان سردیوں میں اس جملہ مقویات کے سرتاج یعنی اکسیر البدن کا استعمال کریں گے تو یقیناً آپ اپنی صحت کا بیمہ کرالیں گے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک علاوہ ؛

اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح کیلئے تیر بہدف بھوک کھولنے دودھ گھی بکثرت ہضم کرنے کیلئے مسلمہ ہے۔ اڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ محصولڈاک علاوہ ؛

ملنے کا پتہ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدیہ فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی خرید فرماویں۔ انگلستان نے جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ۱/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوئے۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں:۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۸ پیس اول درجہ	فی عدد	ہے
" " رنگین سرخ و سبز " درجہ اول " دوم	"	عہ
" " نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دوطرفی	"	صہ
" " " " دوم " " یک طرفہ	"	للعہ
" " " " سوم " " "	"	ہے
بلیڈر جنزی برائے والی بال نمبر ۵ ڈسلی کیسٹر بیسٹ رجسٹرڈ	"	۱۸
ہاکی سٹکس لیدر سیون اول درجہ رگدار بلیڈ عمدہ قسم	"	بیجہ
" " " " دوم " دو درجہ بلیڈ	"	عہ
" لیدر بوٹ " اول " بلیڈ عمدہ قسم	"	عہ
" " " دوم " " کیس	"	عہ
" بال سفید چمڑہ اول ریکارڈ گراؤن	"	عہ
" " " دوم " "	"	عہ
کمپو بال سوم " باپولر	"	عہ

نظام الدین احمد کک کرسنٹ کو شہر سیالکوٹ

مفت

آج ہی صرف دو پیسے کا کارڈ لکھ کر منگوالیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ بغیر شادی شدہ احباب کے کوئی صاحب منگوانیکی تکلیف نہ فرمائیں ؛

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ

یور مشین ۱۵ جویل — **گھڑیاں تجربہ شدہ** — پائیدار گارنٹی شدہ

الحمد للہ کہ جلسہ سالانہ پر ہم نے اپنی گھڑیوں کی بیحد تعریف سنی۔ مزید تسلی کیلئے ۱۹۳۰ء کے خریداروں کے نام و تفصیل و ہدایات ہم سے مفت طلب کریں۔ اور دیکھیں کہ ہم نے عام شبہات کو کس طرح مٹایا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیں:۔

عدد رسٹ واچ ۱۵ لائن موٹی کلائی کی نکل کیس لعہ رولڈ گولڈ للعہ ۔ ۱۳ لائن درمیانہ کلائی کی نکل عہ رولڈ عہ چاندی عہ " " ۔ ۱۰/۳ لائن پتلی کلائی کی " " " " " " " ۔ جیبی ۱۶ لائن دس جویل کی لعہ ۱۵ جویل لعہ چاندی عہ ۔ ٹائم پیس الارم عمدہ قسم قیمت درجہ بدرجہ ۔ ۔

المشتہر حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ کمپنی شاہجہانپور ریلوے ؛

ڈاکٹری اور طبّی دُنیا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے۔ کہ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی ام الامراض ہے۔ خصوصاً جب مسوڑوں میں پیپ پڑ جائے یورپین و امریکن ڈاکٹروں اور یونانی اطبا کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مسوڑوں کی پیپ اور دانتوں کی دیگر بیماریاں جسم انسانی کے انجن (معدہ) کو خراب کر کے صحت کو برباد کرتی ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ صحت کو قائم رکھنے کے لئے اس مرض متعدی کا تدارک کرے۔ ورنہ معمولی غفلت کا خمیازہ امراض شدیدہ کا سامنا ہوگا۔ افادہ عام کے لئے ہم نے منجن محافظ دندان ایجاد کیا ہے۔ جو بعد تجربہ امراض دندان کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پانی لگنا۔ درد کرنا۔ کند ہونا جڑوں میں سوزش۔ میل جمنا۔ مسوڑوں کا زخمی ہونا۔ پیپ پڑ جانا۔ خون آنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں کی کھجلی۔ جلن۔ بدبو۔ گوشت خورہ ان سب امراض کے لئے منجن محافظ دندان بے حد مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن۔ ۷ر فروری۔ پنشنوں کی سالانہ رپورٹ مظہر ہے۔ کہ گذشتہ سال ماہ مارچ کے اخیر پر فوجی پنشنروں کی کل تعداد ۴۷۴۰۰۰ تھی۔ جنگی پنشنوں پر ۵۴ کروڑ پونڈ سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔

بریلی۔ ۱۰ر فروری۔ آج پولیس نے دو مشتبہ نوجوان گرفتار کئے۔ ان کے قبضہ سے دو بھرے ہوئے بم برآمد ہوئے۔

کلکتہ۔ ۱۱ر فروری۔ آج بنگال کونسل میں جدید جیل خانوں کے مصارف کے لئے مطالبہ زر کی تحریک پیش کی۔ جس پر حکومت کو ایک ووٹ کی کثرت سے پہلی شکست ہوئی۔ مخالفت اس وجہ سے ہوئی۔ کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ جیل کے اندر اور باہر بدسلوکی کی جاتی ہے۔

کوئٹہ۔ ۱۱ر فروری۔ کل ۱۰ر فروری کو موسلادھار بارش ہونے کی وجہ سے شیخ واصل اور احمد وال نیز احمد وال اور دالبندین کے سٹیشنوں کے درمیان بلکہ کئی دیگر جگہوں پر بھی ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے۔

نیو دہلی۔ ۱۰ر فروری۔ نیو دہلی کے سرکاری افتتاح کی پہلی شاندار رسم آج صبح ادا کی گئی۔ جب سنگ سرخ کے ان چار کالموں کی نقاب کشائی عمل میں آئی۔ جو مہاراجہ اشوک کے مشہور ستونوں کا نمونہ پیش کرتے اور کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ اور نیوزیلینڈ کی مستعمرات کی طرف سے پیش کئے گئے تھے۔ وائسرائے کی افتتاحی تقریر کے بعد ان کی درخواست پر کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ۔ اور نیوزیلینڈ کے نمائندوں نے تقریروں کے ساتھ رسم نقاب کشائی ادا کی۔ وائسرائے کی آمد اور روانگی پر ۳۱ توپوں کی سلامی ادا کی گئی۔

وائسرائے ہاؤس (نیو دہلی) کا افتتاح آج سے شروع ہے۔ یہ عظیم الشان عمارت کامل آٹھ سال میں تیار ہوئی ہے۔ اس کا رقبہ ۳۲ ایکڑ ہے۔ اس کے اندر ۳۴۰ کمرے۔ ڈیڑھ میل لمبی غلام گردش ۲۷۰ ستون۔ ۳۷ فوارے۔ ۱۴۰ لفٹیں [?] اور ۳ سو ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں۔ [illegible] کا خرچ ۱۰ لاکھ روپیہ ہوا ہے۔ اس کے برقی باورچی خانے اور دیگر عجائبات واقعی قابل دید ہیں۔

کلکتہ۔ ۱۱ر فروری۔ ۲۳ اشخاص کو جو اپنے آپ کو رضاکار ظاہر کرتے تھے۔ ہوڑہ پولیس نے ایک ہوٹل پر حملہ کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔

کلکتہ۔ ۱۰ر فروری۔ بنگال کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا۔ کانگرس [illegible] سے حکومت نے بے شمار ایسے اشتہارات تقسیم کئے۔ جن پر طابع و ناشر کے نام درج نہیں تھے۔ اور ان کے لئے ۳۵ ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہوتا رہا۔

لنڈن۔ ۱۱ر فروری۔ آج پریوی کونسل نے مقدمہ سازش لاہور کے ۱۲ ملزموں کی درخواست مرافعہ کو مسترد کر دیا۔ جنہیں سپیشل ٹربیونل لاہور نے ۷ر اکتوبر ۱۹۳۰ء کو سزا دی تھی۔ ملزموں میں سے بھگت سنگھ راجگورو اور سکھدیو کو سزائے موت کا حکم دیا گیا تھا۔ باقی ماندہ ملزموں میں سے ۷ کو حبس دوام بعبور دریائے شور اور ۲ کو قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی۔ پھانسی کی سزا پانیوالے ملزموں کو پھانسی دینے کی تاریخ ۱۸ر فروری کی مقرر ہوئی ہے۔

بنارس۔ ۱۳ر فروری۔ غیر ملکی پارچہ کے سوداگر آغا محمد جان خان کے قتل کے واقعہ نے فرقہ وار فساد کی صورت اختیار کر لی ہے۔ ہندوؤں کا بیان ہے۔ کہ جب نعش پشاور لے جانے کے لئے ریلوے سٹیشن کو لیجانے لگے۔ تو مسلمانوں نے ان دوکانوں کے بند کرنے کا مطالبہ کیا جو سڑک کے دونوں کناروں پر واقع تھیں۔ بعض ہندوؤں نے انکار کر دیا۔ جس پر دوکانیں لٹ گئیں۔ اور بعض اشخاص کو زدوکوب کیا گیا۔ اسی سے تمام شہر میں عام ہنگامہ شروع ہو گیا۔ فریقین کے بے گناہ مسافروں پر حملے ہونے لگے۔ ایک مسلمان اور ایک ہندو ہلاک ہوئے۔ اور تقریباً ۵۰ آدمی زخمی ہوئے۔

نواب سر ذوالفقار علی خان نے اسمبلی میں حسب ذیل سوال پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ (۱) کیا یہ سچ ہے۔ کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے نے حال میں اپنے عملہ کے ۱۵ آدمیوں کو اسسٹنٹ ٹرین کنٹرولر کے درجہ میں ترقی دی ہے۔ جن میں صرف ایک مسلمان ہے۔

نئی دہلی۔ ۱۲ر فروری۔ آج اسمبلی میں بناسپتی گھی پر حفاظتی محصول لگانے کی تحریک پر سرگرم بحث ہوئی۔ وزیر تجارت نے کہا یہ گھی اچھی چیز ہے۔ اور اگر اس پر محصول لگایا گیا۔ تو اس میں ایسی ملاوٹ کی جائیگی جو صحت کے لئے مضر ہوگی۔ قرارداد ۳۹ کے مقابلہ میں ۵۹ آراء سے منظور ہو گئی۔

پیکن۔ ۱۱ر فروری۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ منچوریا کی کانوں میں جو ہولناک دھماکا ہوا ہے۔ اس سے تین ہزار کان کن ہلاک ہو گئے۔

لاہور۔ ۱۳ر فروری۔ آج گوالمنڈی پولیس سٹیشن میں ایک شخص مسٹر پربھودت بی۔ اے نے جو لاہور کے کسی سکول کا ماسٹر بیان کیا جاتا ہے۔ خودکشی کر لی۔ وہ سائیکل چرانیکے الزام میں ماخوذ تھا۔

سکندر آباد۔ ۹ر فروری۔ ترکی کے معزول سلطان عبدالحمید مرحوم کی بیوہ بیگم شہادت اور بیٹی شہزادی سینیا یہاں آئی ہوئی ہیں۔ اور ایک محل میں حیدرآباد میں فروکش ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی طرف سے نظام کی خدمت میں درخواست پیش کی جائیگی۔ کہ ان کے گزارہ کے لئے ماہواری پنشن مقرر کر دی جائے۔

بنارس۔ ۱۱ر فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہندو یونیورسٹی کو اطلاع ملی ہے۔ کہ وہ اپنی سالانہ گرانٹ کا پہلا [illegible] ڈیڑھ لاکھ روپیہ وصول کرلے۔ باقی روپیہ بھی مارچ میں ادا کر دیا جائیگا۔

گاندھی جی نے ایک انٹرویو میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ مجھے صلح کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ سول نافرمانی بدستور جاری رہیگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے وائسرائے کو ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس میں اُن سے ملاقات کی درخواست کی ہے۔ یہ چٹھی خاص ایلچی لیکر الہ آباد سے دہلی گیا ہے۔ مسٹر سری نواس شاستری۔ سر سپرو۔ اور جیکر بھی دہلی جا رہے ہیں۔ گاندھی جی بھی کل دہلی پہونچ جائیں گے۔ ان حالات کی موجودگی میں صلح کے آثار زیادہ نمایاں معلوم ہوتے ہیں۔

الہ آباد۔ ۱۳ر فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کانگریس ورکنگ کمیٹی کا وہی ریزولیوشن جو ڈاکٹر سپرو وغیرہ کی درخواست پر شایع نہ کیا گیا تھا۔ وہ منسوخ کیا جائیگا۔ اس میں وزیر اعظم کی پیشکش کو نامنظور کرنے اور جدوجہد کو جاری رکھنے کی حمایت کی گئی تھی۔

الہ آباد۔ ۱۴ر فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پنڈت موتی لال نہرو کی وفات سے ورکنگ کمیٹی میں جو جگہ خالی ہو گئی ہے۔ اس کو پر کرنے کے لئے پنڈت مدن موہن مالویہ کو مقرر کیا گیا ہے۔

بنارس۔ ۱۳ر فروری۔ صورت حالات ابھی تک نازک ہے۔ چند اشخاص نے پولیس پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ جس پر گولی چلائی گئی فوراً ہی مسلح گورہ فوج کی پانچ لاریاں موقعہ پر پہونچ گئیں۔ اور ہجوم منتشر کر دیا گیا۔

بہار اور اڑیسہ کی گورنمنٹ نے بجٹ میں خسارہ کو پورا کرنے کے لئے پرائیویٹ موٹروں ٹیکسیوں۔ لاریوں اور سائیکلوں پر ٹیکس عائد کیا ہے۔

امرتسر۔ ۱۴ر فروری۔ بھگت سنگھ۔ راجگورو اور سکھدیو کی پھانسی کی سزا منسوخ کئے جانے کے متعلق درخواست پر ۱۰ ہزار شہریوں نے دستخط کر دیئے ہیں۔

کلکتہ۔ ۱۴ر فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ بنگال میں جن نوجوانوں کو پولیٹیکل مقدمات میں سزائیں ہوئی ہیں۔ ان کی سزاؤں کو منسوخ کرنے کے سوال پر گورنمنٹ بنگال غور کر رہی ہے۔

الہ آباد۔ ۱۴ر فروری۔ جنرل سیکرٹری آل انڈیا کانگریس کمیٹی اخبارات کے نام ایک بیان کے دوران میں لکھتے ہیں۔ کہ ورکنگ کمیٹی نے سوراج بھون کے متعلق رپورٹ پر غور و خوض کیا۔ اور اس فیصلہ کو منظور کیا۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو ٹرسٹ نامہ تحریر کر دیں۔ اور ٹرسٹی مقرر کریں۔ جو اس جائداد کے انتظام کے ذمہ دار ہوں۔

لنڈن۔ ۸ر فروری۔ برلن سے ایک خاص پیغام مظہر ہے کہ آثار قدیمہ کے جرمن ماہرین مسٹر سوکانیک کے بیان کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ کہ جب وہ یروشلم میں آثار قدیمہ کی کھوج کا کام کر رہے تھے۔ تو انہیں ایک پتھر کا مقبرہ ملا۔ جس پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ "یسوع بن یوسف"۔

الہ آباد۔ ۱۲ر فروری۔ ایک ملاقات کے دوران میں مسٹر شاستری نے کہا۔ کہ حالات نہ تو امید افزا ہیں۔ اور نہ ہی مایوس کن۔ ایک دن کی بات چیت سے کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔

امرتسر۔ ۱۴ر فروری۔ امرتسر میں بدیشی پارچہ فروش بائیکاٹ کمیٹی سے معافی مانگ رہے ہیں۔ اور ایک درجن سے زیادہ پارچہ فروش بدیشی مال فروخت

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)